

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ



نداء حکما میں رسالہ شریفہ فریضہ عجایبہ صوم

ارشاد الصائمين في احكام الدين

کہ حاوی بررس سائل ضروریہ صوم است از مصنف جناب اجتهاد آیت
العلماء الاعلام ربیع الفقہاء العظام صفوہ المجتہدین الفخام نجیب المتکلمین الکرام محمد زحار
علوم شریعہ غیث مدارقون اصلہ و فرعیہ موسس اسس شریعت خیر المسامین
ائمہ طایبین الوحید الاوحد مولانا الشیخ محمد علی دہلوی دام ظلہ العالی ام اللیام
واللیا بتقابلہ و تصحیح فیضیت بنیہ کمالات دستگاہ جناب

مولوی مزار محمد علی بنار اودھ ۱۲۸۵ھ



درجہ سنی اثنا عشری حسین سعیدی عابد علی کانداز وزیر لکھنؤ پوٹو طبع سید

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين
والصلاة والسلام
على سيدنا محمد
الطيب الطاهر
الطاهر الطاهر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العالمين وصلى الله على محمد وعترته الطيبين الطاهرين

اما بعد
تو ہی مسائل صوم پر کہ با تماس اکثر مردان ایمانی و اخلاسی و حانی
بجالت تمام لکھا اور ایشا و الصائمین احکام الدین نام رکھا اور یہ مثل ہی ایک
اور کے باب پر و اللہ ولی التوفیق مقدمہ پوشین نہی کہ علمانی تعریف صوم میں مختلف
ذکر فرمائی ہیں اور مختصر یہ کہ روزہ عبارت اسکا خصوص ہے کہ غنیمت تفصیل اوسکی اور غنیمت
صوم میں بہت روایتیں وارد ہیں از انجملہ جناب رسالتنا ہی منقول ہے کہ روزہ و اعباد
پر و کار میں ہی اگرچہ جناب پر موجب تک کہ غنیمت اہل اسلام لکری اور ایک ولایت میں ہے
کہ کچھ بھو و خدمت بابرکت جناب رسالتنا میں حاضر ہوئی اور انہیں کچھ علم و اکمل تھا اوس جناب
رسالتنا سے آفسا کیا کہ سبب سی حقیقی اگلی امت تریس روز فرض کئے اور تون پر زیادہ اس

حضرت نے جواب میں فرمایا کہ جب حضرت آدم صغی امتدنی گندم تناول کیا تو وہ گندم
 تیرہ تین تیس شبانہ روز باطنی بابت قدس فی اونی امت پر تیس دن تک تھکے اور گرسنگی
 کے اور سبب اپنے فضل و کرم کی شکوہ اجازت کہانی کی گئی اور گندم سے عدل الہی یہ تھا
 کہ تیس دن تک شبانہ روز الم تھکے اور گرسنگی سے متاثر ہونے اور یہی سبب خدائی میری
 امت پر تیس روزی واجب کے بعد از ان یہ آیہ وانی ہدایہ تلاوت فرمایا کُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ
 كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ اِذَا مَا مَعَدُّ فِي ذِكْرِنَا يَنْفَعُ وَاجِبُ
 تم پر روزی جیسا کہ واجب کے گئے اگلے لوگوں پر چند روز تک چھوڑنی عرض کیا کہ درست و راست
 ارشاد کیا آپ نے اب بیان مانی کہ کیا اجر و ثواب ہے ایشی کے لئے کہ جو روزہ رکھی حضرت نے فرمایا
 کہ کوئی بندہ مومن ایسا نہیں کہ روزہ رکھے مگر یہ کہ حق سبحانہ تعالیٰ واجب کری اور اسکی ایسا خصلتیں
 اول یہ کہ گھلائی حرام اور بدنی و مسری یہ کہ روزہ از قریب صحت کے لئے رکھے اور روزہ رکھنا
 اور اسکی باوجود گناہوں کا ہو حضرت آدم صغی امت تک چوٹھی یہ کہ حقیقتاً سہل گری اور سہل گری
 پانچویں یہ کہ روزہ لان ہو تھکے اور گرسنگی روز قیامت سے چھٹے یہ کہ سیدب کی خدا
 اور نجات کے آتش و فرخ و غنیمت سے سبب توین یہ کہ خدا اور ہی سیر کری طیبانہ
 یہی ذی عرض کے یہ جو کہ کہ اپنی ارشاد فرمایا سب حق ہے اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
 فرمایا ہر شکل زکوٰۃ ہی اور زکوٰۃ بدن روزہ ہی اور جناب سالمان نے فرمایا کہ سونا روزہ دار کا
 بستر خواب پر بنز لہ عبادت ہی اور سالینا اور سکا بنز لہ تسبیح ہے باب اول بیان
 دوم میں ہی پوشیدہ ہے کہ روزہ کی چار قسمیں ہیں قسم اول روزہ واجب اور وہ گئی ہیں

روزہ مبارک رمضان دوسری وہ روزہ کہ جو ذریعے واجب ہو تیسری وہ کہ جو عمدی واجب ہو چوتھی وہ کہ سبب عین کی واجب ہو یا پانچویں وہ روزہ ہی کہ سبب تمتع کی واجب ہو چھٹی روزہ بدل ہی بسا توین روزہ اعتکاف اٹھویں تضا واجب توین وہ روزہ کہ جب کا تحمل غیر ہی ہو ہفتہم و دہم روزہ سنتی ہے پوشیدہ نہ ہے کہ تمام ایام سال میں روزہ رکنا سنت ہی سوای اولن روزوں کے جو سنتی ہیں اور غنقریب ذکر اور کا ہو گا لیکن وہ روزے کہ جب کا رکنا سنت ہو کہ وہ ہی پس وہ چند ہیں اول ہر مہینہ میں سی خشتینہ اول وہ اول اور ہر شنبہ اول وہ دوم اور پختینہ اول وہ آخر و سوم ایام بیض اور ایام بیض عبارت ہیں تیسریوں چودھویں پندرہویں سی علی اللہم اور بعض علماء گمان کیا ہے کہ پہلی دو تیسری تاریخ ایام بیض ہیں اور یہ قول ضعیف ہے تیسری روزہ حم عدیر پہلی روزہ روز ولادت جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم تیسریوں بیع الاول کی پانچویں روزہ روز بیعت یعنی تاریخ بیعت ہفتہم جب چھٹی روزہ روز دحو الارض یعنی تاریخ بیعت دہم ماہ ذیقعد سا توین روزہ روز مبارک اور تعین روز مبارک میں اختلاف ہے بعضوں نے کہا ہے کہ وہ چھٹیوں کی ہے اور عبارت ریاض سے ثابت ہو رہی کہ یہ قول مجہول القائل ہے اور بعضوں نے فرمایا ہے کہ چھٹیوں ماہ مزبور کے روز مبارک ہے اور مدلول روایت معتبر ہے قول ہے واللہ اعلم وہ اٹھویں روزہ عرفہ اوس شخص کے لئے کہ جسے روزہ سی زیادہ ضعف نہ تو کہ وہ ضعف باعث سنتی اور ترک دعای ماثور کا ہو توین روزہ روز اول ذمی الحجہ ہے اور بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے

کہ وہ روز ولادت با سعادت حضرت ابراہیم علیہ السلام ہے و سوین روزہ تمام وہ قول

ذی الحجہ سوئی روز عید کیا رہوین روزہ تمام ماہ رجب پارہوین روزہ تمام ماہ شعبان

تیسرہوین روزہ پختہ اوہ جمعہ کا اور ہر چند کہ کوئی نفس خاص نجیف کی نظر سے اس باب میں

تخصیص گذری لیکن عموماً سی اثبات استحباب صوم جمعہ پختہ ممکن ہے چوں کہ روزہ

اول ماہ محرم پندرہوین روزہ روز سیوم ماہ مذکور سو اہوین روزہ روز عاشورہ

پوشیدہ نہی کہ اکثر حدیثین دلالت کرتی ہیں منع پر صوم عاشور اسی اور بعض روایتوں سے

استحباب مفہوم ہوتا ہی اور سند میں ازلی کتب و کلام ہے علاوہ یہ کہ موافق مخالفین کے

لیکن بعض وجوہ مؤید اور حدیثوں کی ہی ہیں چنانچہ کلام صاحب جواہر الکلام سی میلاد او نکاح

استحباب صوم روز عاشورہ کی جانب پایا جاتا ہے لیکن چونکہ امر دائرہ ہے در میان حکیم

و استحباب کے لہذا ترک صوم اولی اور حوط ہے مگر چونکہ قول باستحباب مشہور در میان علماء کی ہے

اور دو روایتیں کے استحباب دلالت کرتی ہیں وہ مؤید بقرائن عدیدہ ہیں جب کہ

تفصیل اور تخصیص جناب شیخ علیہ الرحمہ فی جواہر الکلام میں تحریر فرمایا ہے پس ح اوں حدیثوں کا

اور حرم تحریم ہی خلاف احتیاط و حرم ہے اور تخریج میں الاخبار ہے اور شیخ الطائفی

علیہ الرحمہ فی جمع اوں احادیث مختلفہ میں اسطور پر کی ہے کہ ضمن منع صوم عاشور اور

اوں حدیثوں میں مراد صوم سی صوم بوجہ فرح و شہادت ہے اور جن حدیثوں میں استحباب

اوں حدیثوں میں صوم سی وہ صوم مراد ہے کہ جو بہ نیت حزن و ملال ہو اور ہر چند کہ اس میں

تخصیص نہیں کہ روزہ روز عاشور کو بہ نیت فرح و شہادت حرام ہے اور صوم بہ نیت حزن و ملال

دو بخین کہ مستحب ہو لیکن چونکہ یہ طریق جمع یا مخصوص منصوص علیہ اہل خصوص علیہم السلام
نہیں تو اسوجہ سے حرم اور سپر نہیں ہو سکتا اور ہر صوم عاشور ابھی انہیں دو صورتوں میں کہ نیت
شمارت ہو یا قصد نیت محل اشکال ہے بلکہ ممکن ہے کہ روزہ روز عاشور اور ان دونوں میں
میں کئے نیت کے تقارن ہو بلکہ محض قصد قربت یا اور اعراض صحیحہ سے تقارن ہو پس اولی سے
کہ ان حدیثوں میں اسطر سے جمع کے جاسی کہ مراد صوم احادیث منع میں صوم کامل مع النہی
اور احادیث استجاب میں صوم ناقص بدون نیت جیسا کہ مفاد روایت عبد بن سنہا
کا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہے چندانکہ اطلاق صوم اس صوم ناقص پر حقیقی نہ ہوگا
بلکہ مجازی ہوگا بوجہ مشابہت کے صوم حقیقی سے نواحد کف میں اور مرخصند کہ یہ حدیث ہی انرا
سند در صحت کو بخین ہو چکی لیکن معمول علمایہ ہے کہ استجاب روایت میں یا کا
وقت نہیں ہوتی اور سا حجت زاتی ہیں کیف ماکان اولی اور حوط ترک صوم کامل ہے روز
عاشورا اور مزید تفصیل سے شرح زبدہ وغیرہ میں ذکر ہے واللہ اعلم بحقائق الاحکام
فصوم روزہ مکروہ اور وہ بھی کہی ہیں اول روزہ روز عرفہ اور شخص کے لئے کہ جو
روزہ سے ضعیف ہو جا اور سبب شہ و ضعف کے دعا مانور میں خلل ہو یا یہ کہ شک و یقین
ہو اور یہ بخوبی نہ معلوم ہو کہ یہ روز عرفہ ہے یا روز عید بلکہ دور نہیں کہ شوق اخیر میں دغدغہ حکم
واللہ اعلم برب روزہ سی سفر میں سو آئین روزہ کی طلب حاجت کے لئے مدنیہ فقہورہ میں بلکہ
کلام بعض علماء سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مطلق صوم خواہ سنتی ہو خواہ وہی سفر میں حرام ہے
پس احتیاط مطلق صوم اس کے بلکہ حوط ہو کارج روزہ سنتی مہمان بدون اجازت صاحب خانہ

اور بکس و روزہ رکنا اوش شخص کا کہ جسکی کوئی برادر مؤمن دعوت کری اور روزہ سنتے
 پس بدون اذن پد بلکہ بوجہ عقوق چونکہ آسین دغدغہ تحریم ہے پس مہا اکبر ترک صوم حوط
 اور روزہ سنتے زن بدون اذن شوہر اور غنیہ میں دعوی اجماع کا اوسکے کر است پر کیا ہے
 لیکن چونکہ منتهی المطلب غیرہ میں دعوی اجماع تحریم مکیا ہے پس احوط احتیاط کا روزہ
 سنتے کثیر و غلام بدون اذن مالک اور احوط بلکہ اظہر تحریم ہے تمام حرام روزہ حرام وہ
 کسی میں پہلی روزہ عید باہ رمضان دوسری روزہ عید الضحیٰ اور شیخ علیہ الرحمہ کے
 استثنایا کیا ہے روزہ حرام سے روزہ عید کا کفارة قتل میں جب کہ شر حرام میں مرکب
 اوسکا ہو اور اکثر علمائی استثنایا نہیں فرمایا بلکہ رملق صوم عید کو حرام لکھا ہے اور یہ مسئلہ محل
 انکال ہے ہر چند وور نہیں کہ قول مشہور عمومی ہو اور تفصیل شرح زبیدہ میں مذکور ہے
 بیسوی روزہ ایام تشریق یعنی یازدہم دووازدہم و سیردہم ذاکم اور حرمت صوم امام تشریق
 میں اختلاف نہیں البتہ آسین اختلاف ہے کہ روزہ ایام تشریق خاص اوش شخص کے لئے
 حرام ہے کہ جو منی میں ہو یا عام ہی نسبت تمام بلاد کی ظاہر قول اولیٰ حاجان نہیں ہے چوٹی
 روزہ یوم الشک بنیت روزہ ماہ مبارک رمضان التہ روزہ سنت یا نذریا قضا یوم الشک کو
 جائز ہے بلکہ بعض آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ صوم سندوب مخبری صوم ماہ مبارک رمضان
 ہی ہو جائیگا اگر لہال ثابت ہو اور بعض علماء اجماع ہی اس پر نقل کیلئے اور خلاف شیخ مفید
 علیہ الرحمہ چونکہ معلوم المنسب میں قاضی اجماع میں نہیں ہو سکتا بلکہ کلام صادر کسی سے ثابت
 ہوتا ہے کہ صوم قضا وغیرہ ہی مخبری روزہ ماہ مبارک سے ہوگا واللہ اعلم بما نخوس روزہ

باہن طور کہ صائم صبح سے تمام تک کلام کرے اور حرمت اس شام کی جماعی ہے اور روایت
 زہری وغیرہ میں وارد ہے **صَوْمُ الصَّوْمِ** مترادف لغوی روزہ ہمت حرام سے چھٹی روزہ وصال
 اور تفسیر صوم صال میں اکثر علماء یہ لکھا ہے کہ اکل و شرب شام میں تاخیر کر سحر تک اور بعض تفسیر
 کی ہے کہ دو روز تک روزہ رکھے اور قدری شب اوچھین داخل کرے اور بعض روایات طویل
 الاذیال میں جناب سالتاب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حال میں وارد ہے کہ وہ کان
یُوَاصِلُ صَوْمَهُ اور یعنی وہ حضرت وصل کرتی تھے صوم ہفتہ میں اور بنا میں یہ ایک
 اور فرد صوم وصال ہوگی ہر چند اسے کسی علمانی بھی ذکر نہیں کیا اور تفسیر اول اشہر سے
 اور احتیاب کل اقرا مذکورہ سے احوط بلکہ اظہر ہے ہر چند کہ شوق اخیر متعاقب الوقوع بلکہ متعذر
 ساتویں روزہ سنت زن بی اذن شوہر علی الاحوط بلکہ علی الاظہر آٹھویں روزہ سنت غلام
 بدون اذن مالک نوین روزہ فرزند بدون اذن پدر خصوصاً باوجود منع کے کیا بیویں
 صوم مہمان باوجود منع میں بان بنا بر قول بعض علماء اور دو نہیں کہ قسم مکروہ ہو بیویں
 روزہ واجب جب کہ موجب ضرر ہو بلکہ ہر چند مرض بالفعل موجود نہ ہو لیکن اوسکا خوف ہو تو بھی
 ترک صوم واجب ہے پس جب یقین یا ظن غالب ضرر حاصل ہو تو التبتہ ترک صوم کرے اور آیا
 شک تساوی الطرفین بھی موجب ترک صوم ہی یا نہیں تحفہ الصائم میں اعتبار شک نہیں کیا
 اور کلام صاحب جو اہر الکلام سے ثابت ہوتا ہے کہ شک بھی موجب ترک صوم ہوگا اور یہ قول
 خالی رجحان نہیں، لیکن احوط یہ ہے کہ صورت شک میں روزہ رکھی بیان تک کہ حال ضرر
 اور عدم ضرر ظاہر و منکشف ہو بعد ازان اوس روزہ کی کہ جو حالت شک میں کہا وقتاً کرے

اور وہم پر قطعاً اعتماد نہیں ہو سکتا اور مقدار ضرر شرع میں متعین نہیں البتہ ضرر خیر معتد پر اعتنا
 کرنا چاہئے اور مدارت نفس صائم پر ہے فَإِنَّ الْإِنْسَانَ عَلَىٰ نَفْسِهِ بَصِيرَةٌ وَلَوْ أَلْفًا
 مَعًا ذِي قُوَّةٍ تَحْرِيمِ صَوْمِ رُوزَةِ وَاحِي سَفَرٍ لِّكُلِّ صَوْمِ مَاهِ مَبَارِكِ رَمَضَانَ لَيْسَ حَرَامٌ هُوَ وَأَوْسَا
 سَفَرٍ فِي أَجْمَاعِهِ هِيَ وَأُثْبِتَ لَفْظُ قِرْآنِ مَجِيدٍ فِي بَعْضِ حُرْمَتِ صَوْمِ نَذْرِ وَغَيْرِهِ لَيْسَ مَشْهُورًا
 الْعُلَمَاءُ هِيَ أَوْ رُوِيَ فِيهَا أَنَّ تَحْرِيمَ مَطْلُوقِ صَوْمِ وَاجِبِ رَاجِحٌ هُوَ لَكِنْ حَيْثُ مَقَامٌ فِيهِ كَمَا جَاءَ فِي حُكْمِ
 مَشْتَبِهِ فِي رُوزَةِ بَدَلِ هَدِي وَبَدَلِ أَوْسِ شَخْصٍ كَلِمَةٍ كَمَا رُوِيَ عَنِ عُرْفَةَ عَرَفَاتِ فِي قَبْلِ غُرُوبِ آفَاقِ
 يَهْرٍ جَابِ رُوزَةِ نَذْرِ مَقِيدٍ لِسَفَرٍ نَابِرٍ رُوِيَ عَنِ بِنِ مَهْرَبَارٍ أَوْ مَهْرَبَارٍ كَمَا سَمِعْتُمْ فِي هَذَا رُوِيَ عَنِ
 أَضْمَارِ بَعْضِ أَوْسِ مَشْهُورَةٍ وَأَنَّ نَبَذَ لَيْسَ لَكِنْ أَعْمَالُ أَصْحَابِ مُؤِيدِ أَوْسِ حَدِيثِ كَمَا فِي بَعْضِ
 رُوزَةِ أَوْسِ شَخْصٍ كَمَا فِي سَفَرِ أَوْسِ كَمَا فِي حُكْمِ حَضْرٍ فِي مِثْلِ مَلَاغٍ وَكَارِي وَغَيْرِهِ كَمَا فِي كَثِيرِ السَّفَرِ أَوْ خَلَانِ
 بَدُوشِ هُونَ وَرُوزَةِ أَوْسِ شَخْصٍ كَمَا فِي سَفَرِ حَرَامِ فِيهِ هُوَ بِسَبَبِ بَدَلِ كَمَا فِي أَجْمَاعِ ثَابِتِ كَمَا فِي وَهَبِ تَرْكِ
 صَوْمِ نَكْرِي أَوْ رُوزَةِ نَازِ فِيهِ قَصْرُ كَرِي بَلَكَمَا تَمَامِ نَازِ فِيهِ أَوْ رُوزَةِ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ أَوْ رُوِيَ عَنِ
 ثَابِتِ هُوَ كَمَا فِي حُكْمِ هِيَ أَوْسِ شَخْصٍ كَمَا فِي مِثْلِ تَسَاكُرِ غَيْرِهِ كَمَا فِي سَفَرِ كَرِي فِي رُوزَةِ أَوْسِ شَخْصٍ كَمَا فِي
 كَمَا فِي سَفَرِ سَافِتِ شَرَعِي تَكْرِي يَابِ دُوسَمِ شَرُوطِ وَاجِبِ صَوْمِ وَوَجُوبِ مَضَا صَوْمِ فِيهِ
 شَرُوطِ سَهْلِي لَبُوعِ هِيَ بِسِ صَوْمِ وَوَجُوبِ مَضَا صَوْمِ طِفْلٍ نَابِلِغٍ بِرِ وَاجِبِ نَمُوكِ الْكَرِيمِ وَهِيَ طَاقِتِ صَوْمِ كَمَا فِي
 لَيْكِنْ بِسَبَبِ كَمَا فِي سَنَةِ سَالِكِي فِي بَلَكَيْفِ سَالِكِي فِي حُكْمِ كَرِي أَطْفَالِ كُو رُوزَةِ كَمَا فِي كَمَا فِي
 كَمَا فِي حُكْمِ هِيَ هُوَ سَكِي شَلَا نَصْفِ رُوزَةٍ تَكْ يَارِيَادِهِ يَكْمُ تَرْكِ أَكْلِ وَشَرِبِ كَرِي لِعِدَا زَانِ حَيْثُ
 أَشْكَرُ وَكَرْسِي هُوَ تَوَافِقِ كَرِي أَوْ بَعْضِ عِلْمِ كَلَامِ فِي سَفَرِ هُوَ تَا كَمَا فِي سَنَةِ سَالِكِي فِي رُوزَةِ كَمَا فِي

کری اور سن نہ سالکی میں الطفال پر سخت کری کری اور یہ مضمون بعینہ کسی حدیث میں مذکور نہیں
 اور اگر مدار طاق پر کہا جاوے تو اور یہ کہ جس سن میں بمحمل صوم ہوا خواہ سات برس میں یا
 نو برس میں تو اس سن میں اونہیں حکم روزہ کا کیا جاوے گا تو بعینہ نہیں چنانچہ بعض علمانی اسی طرح سے
 جمع کیا ہے اجبار مختلفہ میں بہر کیف لڑکوں کو روزہ میں نیت اجاب چاہئے اور اگر کسی لڑکے کو شک ہو
 اپنی بلوغ و عدم بلوغ میں تو طاهر روزہ رکھنا اور سپر واجب نہیں جب تک کہ بلوغ ثابت نہ ہو اور اگر
 باطلغ اثناسی روزہ میں باطلغ ہو تو او سد لکار روزہ رکھنا اور اسکے ذمہ پر واجب نہوگا اللہ مستجاب
 کہ جو وقت سے باطلغ ہو آخر روز تک ترک اکل و شرب وغیرہ کرے ہر چند کہ قبل بلوغ کچھ تناول ہے
 کر چکا ہو اور بعض علمائی کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر قبل کے منافی کا استعمال نہ ہو تو تجدید نیت
 کری اور قبضہ روزہ میں وجوب مفطرات کے احتیاج کی اور یہ قول ہر چند ثابت نہیں مگر احوط ہے
 شرط و وسر عقل ہے اور یہ شرط وجوب صحت صوم دونوں میں معتبر ہے پس صوم محنون کا کچھ اعتبار
 نہیں اور نہ وہی حکم کرنا چاہئے روزہ کہنے کا جیسا کہ طفل کو چاہا تھا اور اسی طرح یہو شرمعی علیہ کا روزہ
 صحیح نہیں اور نہ او سپر قضا اور سن ہو کہ جو حالت جنون یا انعام میں ترک ہو او لازم ہے اور بعض
 روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ قضا اور سن روزہ کی چاہی لیکن وہ ہند اور دلالت محل بحث و کلام ہے
 یہ خلاف اون حدیثوں کی کہ جو دلالت عدم قضا پر کرتے ہیں اس لئے کہ وہ اکثر و اشہر و معاضد باجماع ہیں
 پس لابد کہ وہ روایتیں کہ جو دلالت قضا پر کرنے ہیں یا قول ہوں اور اسی وجہ بعض علمانی نے
 اونہیں استجاب پر محمول کیا ہی اللہ قضا اور سن روزہ کی کہ حالت جنون یا انعام میں فوت ہوئی
 خالی قضا ہی نہیں او پوشیدہ ہے کہ مبتلا جنون یا انعام ہونا عام ہی اس کے قبل او سکے نیت صوم کے ہو

یا نکی ہو لیکن کلام بعض قداماء علیا مثل سید خین و سلا کے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ اگر کسی نے نیت صوم کی ہو
 اور بعد اسکی عروض جنون یا اسرا ہو تو روزہ اوسکا صحیح ہوگا اور جیسا کہ سونا انشامی روزہ میں منقطع نہیں
 اوسطح عروض اغما و جنون ہی منقطع و مضر نہ ہوگا اور دو نہیں کہ قول اول اظہر ہو اور قیاس جنون و
 اغما کا نوم پر از قبیل قیاس مع الفارق ہے اور مقدم الایساس ہے پس اگر آخر روزہ جنون یا بیہوشی
 طاری ہو تو روزہ اوس روز کا علی الاحوط بلکہ علی الاظہر باطل ہوگا اور اگر کوئی محنون یا بیہوش
 انشامی روزہ میں افاقہ پائی تو اوسپر روزہ اوسد نکا واجب نہ ہوگا البتہ مستحب ہے کہ بقیہ روزہ میں منقطع
 استحباباً اجتناب و احتراز کرے اور اگر مکلف خود باعث اپنی بیہوشی کا ہو مثل اسکی کہ استعمال مسکر کرے
 اور سبب کے بیہوش ہو جائے تو البتہ قضا اوس روز کے بلکہ کفارہ علی الاحوط بلکہ علی الاظہر واجب ہے
 اور نوم منقطع صوم جماعت نہیں بلکہ عادیث معتبرہ دلالت کرتے ہیں استحباب نوم پر صوم میں
 چنانچہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ثور کے کہ سونا روزہ دار کا بمنزلہ عبادت ہے اور سانس لینا
 اوسکا بجا تیسرے ہی البتہ چاہی کہ یا سب سے قبل خواب نیت کی ہو یا قبل از نوال بیدار ہو نیت کر لے اور
 اگر قبل نوال بیدار ہو اور سب سے بچے نیت نہ ہو تو قضا اوس روزہ کی اوسکی ذمہ پر لازم ہوگی بلکہ اگر
 عمدت میں تفریط کی ہو تو بیدار نہیں کہ کفارہ بھی ذمہ پر اوسکی عاید ہو مشروط علیہ اسلام اور شرط
 صحت صوم ہے نہ شرط خوب اسے کہ روزہ و نماز وغیرہ ہی کافر مشرک اعتراف اصول دین کی واجب ہیں
 گو حال کفر میں اوس سے صحیح نہوں اور صراط کہ وہ شرک وغیرہ پر معاقب و مغذب ہوتا، اوسطح
 ترک صوم و صلہ پر ہی مغذب ہوگا البتہ بکت اسلام و جوب اوسکا اور جو عذاب و عقاب کہ ترک پر
 اوسکی مترتب ہوا تھا تو مسلمی ساقط ہو جاتا ہے اور اگر کافر انشامی روزہ میں سلا ہو تو روزہ اوسد نکا

اور کسی ذمہ پر واجب نہیں، اور نہ قضا اور کسی لازم ہے البتہ تقیہ روز میں استیجاباً ترک مفطرات کرے
 خواہ قبل زوال مسلمان ہو یا بعد زوال مگر کلام شیخ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر قبل زوال مسلمان ہو
 تو تجدیدیت کری اور تقیہ روز میں وجوباً روزہ رکے اور یہ قول ثابت نہیں اور اس طرح جو روزہ سے
 کہ زمانہ کفر میں فوت ہوئی ہیں ظاہر اولیٰ ہی قضا ذمہ پر اور کسی واجب نہیں البتہ جو روزی زمان
 ارتداد میں فوت ہوئی ہوں اور کسی قضا علی الاحوط بلکہ علی الاظہر لازم ہو کے اور اگر اتنا ہی روز میں
 مرتد ہو جائے تو روزہ اور کاباطل ہے گو کہ پہلے افطار قبول اسلام کرے کسی شرط چوتھی عدم سفر ہے
 اور وہ شرط صحت روزہ واجب ہے نہ مطلق صوم لیکن چاہی کہ وہ سفر موجب افطار نہ ہو وگرنہ محسوب
 حکم سفر میں ہو گا اور ظاہر تخصیص صوم ماہ مبارک رمضان نہیں ہے بلکہ مطلق صوم واجب سفر میں
 صحیح نہیں ہوتا مگر بشرط سفر صیام سابق میں مذکور ہے اور اگر اتفاقاً سفر میں روزہ رکے
 تو وہ کافی نہ ہو گا بلکہ پورا روزہ کی قضا اور کسی ذمہ پر عاید ہوگی البتہ تین روزہ بدل ہدی تمتع
 اور شخص کے لئے کہ جو عاجز ہدی ہو اور اٹھارہ روزہ عوض میں بدنہ کی اور بدنہ اور شکر کو کہتی ہیں
 کہ جو کفارہ میں واجب ہو اور کسی امر کی کہ کوئی شخص قبل غروب آفتاب روز عرفہ عرفات سی چلا جا
 اور یہ روزی اور واجب ہے کہ قادر بدنہ پر نہیں ہے یہ اقسام صوم واجب سفر میں صحیح ہیں لیکن روزہ
 مستحب ہیں اور میں اختلاف ہی بعض علما اسی سفر میں مکروہ جانتی ہیں اور بعض کے نزدیک
 حرام ہے اور آفتاب چوٹے مگر وہ تین روزی کہ جو واسطے برائی کے حاجت کے مدنیہ روز میں رکے
 بیان میں جیسا کہ سابق میں مذکور ہو پس اگر کوئی شخص سفر میں روزہ رکے تو روزہ اور کاباطل ہے اور قضا
 ذمہ پر اور کسی عائد ہوتی ہے مگر یہ کہ جائز مسئلہ ہو اور یہ نہ جانتا ہو کہ سفر میں قصر واجب نہیں البتہ بعد
 سے

یہ کہ مسافر کثیر السفر نہو مثل صحرا الشینو کی اور ملاحو کے اور اون تاجروں کے کہ تجارت کی ہی غہر شہر و دیار
 بہ دیار پر کرتی ہیں اور اسطرح جو لوگ خانہ بدوش ہوں اور اپنی شہر میں دس دنوں تک مقام کر کے
 ہوں اون پر روزہ رکھنا واجب ہوگا گو سفر میں ہوں البتہ اگر کوئی کثیر السفر کے شہر میں خصوصاً اپنی شہر
 میں دس دن تک مقیم رہے اور یہ سفر کرے تو اس سفر میں قصر و افطار و سپر ہے لازم ہوگا لیکن
 یہ کہ اتنا ہی مسافت شرعی میں اگر کوئی اوس کا مکان ہو کہ اوس مکان میں اونسی چھ مہنتی تک بود
 باش کے ہو تو وہی قصر کرے گا اور اسطرح اگر اتنا ہی راہ میں نیت اقامت عشرہ کے کر لی اور اگر راہ میں
 نگوئی منزل ملک ہو کہ اوس میں چھ مہنتی تک سکونت کر چکا ہو اور نہ نیت دس دن مقام کر سکے ہو
 تو البتہ قصر کرے اور اگر مسافت شرعی کی بعد نیت اقامت عشرہ کی کرے یا وہاں پر کوئی مکان
 اوس کا ملک ہو کہ اوس میں سکونت مقدار مذکور تک کر چکا ہو تو اتنا ہی راہ میں البتہ افطار کرے لیکن
 جب اوس مقام پر پہنچی تو اتمام کرے اور اگر اقامت سفر میں متدد ہو اور یہ نہ معلوم ہو کہ دس دن تک
 رہا ہو گا یا نہیں تو اوس سے قصر و افطار کرنا چاہئے تا انکہ تیس دن تمام ہوں اور وہ اگر بعد تیس
 روز گذرنے کے بھی تردد دفع نہو تو پھر البتہ تمام لازم ہوگا اور پوسین نرسے کہ اسطرح مسافر کو چار
 مقاموں میں یعنی مکہ اور مدینہ اور جامع کوفہ اور حایر میں قصر و تمام نماز میں اختیار ہے اوسطرح افطار
 و عدم افطار میں تمخیر ثابت نہیں واللہ اعلم خلاصہ یہ کہ اکثر شرائط قصر صلوٰۃ و صوم متحد ہیں چنانچہ
 اجماعاً اولیٰ جانب اشارہ کیا گیا اور تفصیل اولیٰ مباحث صلوٰۃ میں مذکور ہوئی ہے اور قصر صوم پر
 یہ ایک شرط اور بعض علمائے زیادہ فرمائی کہ شب نیت سفر ہو اور اس مقام میں بڑا اختلاف ہے
 اور اقوال علماء اور احادیث ماثورہ ہایت مختلف ہیں کہ جمع درمیا اولیٰ اور ترجیح دینا بعض کا ہے

نہایت متعسر ہے چنانچہ تفصیل اور سکا شرح زبدہ میں ذکر کی ہے اور دو زمین کہ اگر قبل زوال سفر
 کری تو قصر کرنا اظہر من خواہ شب کے نیت ہو یا نکی ہو اور احوط یہ ہے کہ بعد زوال اگر سفر ہو بدون نیت
 تو اساک بھی کری اور قضا اس روزہ کی بھی رکے بلکہ خواہ نیت شب کی ہو یا نکی ہو اور قبل
 زوال ہو یا بعد زوال اساک بھی کرے اور پر قضای صوم بھی کرے اور ممالک شکیونیہ کرنا
 اور قبل زوال سفر کرنا ترک کرے **وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِحَقِیْقَةِ الْاَحْکَامِ** شرط پانچویں صحت
 بدن ہے پس روزہ صحیح نہوگا اس مریض کا کہ روزہ چھمیں اس کے سفر ہو اور بنا ہی ضرر نفس مریض پر
 اور قول طبیب عاقل و عارف پر اور ضابطہ او میں ظن حصول ضرر ہے جیسا کہ شب میں بگذا
 اور مریض پر بعد صحت قضای صوم واجب ہے اور اگر مریض قبل زوال آفتاب مرض سے نجات پائے
 گو روزہ کہنی کے طاقت اسے حاصل ہو اور کوئی مفطر استعمال نہ لایا ہو تو چاہئے کہ نیت صوم
 اور بقیہ روزہ میں روزہ کہنی و جو با اگر قبل زوال مرض استعمال مفطر کر چکا ہو یا بعد زوال آفتاب
 زوال مرض ہو پر چند مفطر کا استعمال کیا ہو تو اون دنوں صورتوں میں بقیہ روزہ میں آفتاب
 مستحب ہے اور قضا اس روزہ کے ذمہ پر اس کے واجب ہے شرط طہنی طہارت حیض و نفاس سے
 اور صحت صوم میں ادا و قضا پر طہر ہے پس زن حائض و نفاس کو روزہ رکھنا صحیح نہیں اگرچہ
 ایک لحظہ بھی قبل غروب مشاہدہ خون کرے اور اس طرح اگر بعد طلوع صبح زمانہ قلیل تک حائض یا نفاس
 باقی ہے پر چند بعد موقوف ہو جائے اگر بعد طلوع صبح صادق پاں ہو تو ترک سفطرات بقیہ روزہ میں
 مستحب ہے لیکن یہ فجری قضا صوم سی نہوگا بلکہ قضا اس کے ذمہ پر اس کے واجب ہے اور زن حائض
 و نفاس پر قضا روزہ واجب ہے نہ قضای نماز اور اگر عورت خون حیض یا نفاس سے شب کو پاں ہو غسل کرے

تو روزہ اوس روز کا اوس پر واجب ہوگا بلکہ اگر کنجائش غسل قبل صبح پائی اور پہرہ وجود اوس کے روزہ
 نہ کی تو ظاہر اقصا و کفارہ دونوں اوس کی ذمہ پر واجب ہونگی اور زان مستحائنه اگر غسل واجب کو بجا
 اور روزہ رکھی تو روزہ اوس کا صحیح ہی اور اگر غسل واجب نہ بجا لای تو روزہ اوس کا باطل ہوگا اور قضا
 اوس روزہ کی ذمہ پر اوس کے عاید ہونے سے شرط ساتویں طہارت حدت جنابت سے ہی پس اگر جنب
 عمدًا اور اختیاراً شب کو ترک غسل کرے تا انیکہ صبح صادق طلوع ہو تو روزہ اوس کا باطل ہوگا اور قضا
 اور کفارہ ذمہ پر اوس کی عاید ہوگا اور پوشیدہ نہ رہی کہ اکثر احادیث سے ثابت ہوا کہ عمدًا بقار علی
 احتیاب خاص یا عام مبارک منضائین موجب قضا و کفارہ ہے البتہ صحیحہ ان سنان قضا راہ میام کا
 بھی حکم معلوم ہوتا ہے اور قسام صوم میں یہ شرط ثابت نہیں پس بنا برین اگر کوئی شخص عمدًا تمام شب
 غسل نہ کرے اور روزہ نذر یا سنتی رکے تو وہ روزہ صحیح ہوگا لیکن بہتر و احوط یہ ہے کہ مطلق صوم واجب میں
 نذر یا سنتی ترک غسل کرے اور اگر اتفاقاً ایسا سرزد ہو تو اگر روزہ قضای موجب ہو تو اوس دن روزہ
 نہ کی بلکہ اور دن رکے اور یہ حکم نذر غیر معتبر ہے، اگر نہ اوس روزہ نہ کی اور عوض میں اوس کے اور
 ہی روزہ رکھی البتہ روزہ سنتی میں اگر عمدًا شبکو ترک غسل کرے تو ظاہر ہے کہ منضائتہ نہیں اور روزہ اوس کا
 صحیح ہوگا اور اگر غسل سے عاجز ہو تو بدل غسل تیمم کرے اور اول بزر طلوع صبح میں تیمم ہو پس اگر
 تیمم کرے کی سو جا اور کوئی حدت اوس سے سرزد ہو تو روزہ اوس کا باطل ہوگا مگر یہ کہ باوجود تحفظ
 ایسا تیند کا غلبہ ہو کہ بی اختیار سو جا کہ ظاہر اوس میں روزہ اوس کا صحیح ہے اور اگر بعد طلوع صبح
 سو جا یا اور کوئی حدت بطل تیمم اوس سے سرزد ہو تو ظاہر ہے روزہ اوس کا صحیح ہوگا اور احتیاج قضا
 اور کفارہ نہ ہوگی اور اگر بعد طلوع صبح بیدار ہو اور اپنے تئیں جنب پاک تو روزہ اوس کا صحیح ہی

اور اگر نہ سوئی اور سے احتلام ہو یا بی قصد کی انزال ہو تو یہی روزہ اوست کا باطل نہ ہوگا بلکہ
 نہ کو بقاء علیٰ انجسابت اور تاجیر نسل میں جائز ہے اور مفسر صوم نہیں اور اگر شک ہو بیدار ہو اور
 حصول جنابت سے مطلع ہو پہر باوجود اسکی سو جائیکہ نیت غسل رکھتا ہو اور یہ جانتا ہو کہ قبل
 طلوع صبح بیدار ہوگا تو ظاہر روزہ اوست کا صحیح ہے اور اگر عازم ترک غسل کا عمدہ ایسا معلوم ہو کہ قبل
 طلوع صبح بیدار نہ ہوگا اور باوجود اسکی غسل نہ کرے تو ظاہر اقصا و کفارہ دونوں اسکی نہ پر جائید ہوگی
 اور اگر ذہول ہو نیت غسل سے تو قضا کرنا احوط ہے اور اگر متروک غسل میں اور اسکی ترک میں
 تو بھئے ظاہر اقصا و کفارہ احوط ہوگا بلکہ دور نہیں کہ اس شوق اخیر میں قضا و کفارہ اظہر ہوں اگر
 ایک مرتبہ بیدار ہو اور جنابت سے مطلع ہو کی سوری اور پھر بیدار ہو اور دوبار سوئی تو یہی قضا بلکہ
 کفارہ بھئے احوط ہے پس عازم غسل ہو اور گمان بیدار کیا قبل طلوع صبح رکھتا اور اگر عزم ترک
 غسل ہو یا گمان غالب عدم بیدار ہو تو دور نہیں کہ لزوم قضا و کفارہ اظہر ہو بلکہ اس صورت میں بیدار
 کہ سونا حرام ہو اور اگر تیری یا زوبت سوینکے پونچھے تو مشہور لزوم قضا و کفارہ ہے ہر چند قصد
 غسل ہو اور گمان بیدار کا بھئے قبل طلوع صبح کی حاصل ہو اور بعض علما اس صورت میں بھی کفارہ کو
 لازم نہیں جانتی اور جزم لزوم قضا و کفارہ پر باوجود عزم غسل و ظن انتباہ قبل طلوع کی شکل ہے اور
 قول مشہور احوط ہے **وَاللّٰهُ اَعْلَمُ** اور وجوب قضا صوم میں بھی بلوغ شرط ہے جیسا کہ وجوب
 صوم میں گذرا اور عقل بھئے معتبر ہے پس نابالغ اور مجنون اور بیوش اور معنی علیہ بر قضا واجب
 نہ ہوگی اور منجملہ شرائط قضا عدم کفر صلی ہے پس روزہ کہ حالت کفر میں ترک ہوئی ہوگی قضا اوستکے
 واجب نہ ہوگا لہذا مرتد پر قضا اون روزوں کی جو حالت ارتداد میں فوت ہوئی ہیں واجب اور سہل ہے

قضا واجب ہوتی ہے جائز وقف پر بعد زوال عذر کے باب میں بیان نیت میں ہے
 اور نیت عبارت اس قدر ارادہ سے ہے کہ جو باعث صدور فعل ہو اور تلفظ زبانہ اور اخطار باللسان
 ظاہر نیت میں کہ دخل نہیں اور نیت شرط صوم ہے اور بدون نیت روزہ صحیح نہیں ہوتا خواہ وہ کجا
 خواہ سنتی معین ہو یا غیر معین اور نیت روزہ ماہ مبارک رمضان میں فقط نیت جو قربت کافی ہے
 اس طرح پر کہ کل روزہ کتنا ہوں واجب قرآن تبارک و تعالیٰ بلکہ دو نہیں کہ فقط نیت قربت کافی ہو اور غیر ماہ
 رمضان میں بعض علمانی فرمایا ہے کہ واجب تعیین اس کے کہ یہ کونسا روزہ ہے قضا ہی یا نذر ہے یا کفایت
 سنت یا اور کے اور ظاہر احب فرہین التباس اشباحہ کو دخل نہ ہو مثل نذر معین یا قضا مضیق کے
 تو او میں کچھ تعیین کی ضرورت نہیں اور فقط نیت قربت کافی ہے اور وقت نیت ماہ صیام اور نذر
 معین میں اول شب سے طلوع صبح تک متدرجاً اگر نیت نکر ہی تا انیکہ صبح طلوع ہو تو روزہ اس کا
 باطل ہے اور اگر شکوک نیت ہو کر ہی یا رویت ثابت ہو اور قبل زوال یا وائی یا معلوم ہو کہ یہ روزہ
 ماہ رمضان ہی اور رویت ہلال ثابت ہو جاوے کہ منقطع استعمال نہ کیا ہو تو تجدید نیت کرے
 اور روزہ رکھے ظاہر حاجت قضا نہیں اور اگر منقطع استعمال میں لایا ہو یا بعد زوال یا وائی یا اور کا
 ماہ صیام ہی ہو یا بعد زوال ثابت ہو تو وہ روزہ صحیح نہ ہوگا اور قضا اس کے ذمہ پر اسکی واجب ہے اور روزہ
 غیر معین میں مثل روزہ قضا ہی موسع اور نذر مطلق کے وقت نیت اول شب سے تا زوال ہے اور نیت
 علیہ الرحمہ نیت بعد زوال سے تجویز کیا ہی اور حوطیہ ہی کہ حتی الوسع نیت میں زوال سے تاخیر نکرے
 اور اگر اتفاقاً ایسا واقع ہو تو پہر اسی روزہ پر کتنا نکرین بلکہ اور دن ہی روزہ رکھیں اور اس روزہ ہی
 افطار نکرین ^{البتہ} روزہ سنتی میں بعد عصر اور آخر روز تک ہی نیت ہو سکتی ہے علی الاظہر اور پہر نیت جہا

کرنا چاہتی مگر ماہ مبارک رمضان میں التبتہ دو روز نہیں کہ ایک نیت اول ماہ میں کافی ہو چرند کہ تبتہ
 کہ اکتفا ایک نیت پر اول ماہ میں مگر ہی اور ہر روزہ میں تجدید نیت کبریٰ اور جائز نہیں روزہ یوم الشک
 اس نیت کے کہ یہ روزہ مبارک رمضان ہی ملکہ اگر کوئی شخص روزہ اس نیت ہی کے تو وہ باطل ہے اگرچہ
 ظاہر ہو کہ وہ روزہ ماہ صیام ہی تھا بلکہ قضا اور سکی ذمہ پر اور من شخص کے عاید ہو کے التبتہ نیت سنتے سے
 روزہ یوم الشک کو رکھ سکتا ہے اور اگر رویت ثابت ہو تو وہی روزہ سنتی صوم واجب کافی ہو جائے گا
 علی الاظہر اور اگر یوم الشک قبل زوال رویت ثابت ہو اور کے مفطر کا استعمال کیا ہو تو تجدید نیت کبریٰ
 اور روزہ رکھی بہ نیت وجوب اور قضا اور سکی ذمہ پر اور سکی عاید نہوگی اور اگر بعد سے معلوم ہو تو ماہ
 روز میں ترک مفطرات کرنا سبب التبتہ قضا اور سکی ذمہ پر عائد ہو کے اور اگر روزہ سنتے رکھا ہو اور
 رویت ثابت ہو تو نیت وجوب کرے اور بعض علماء فرمایا ہے کہ اگر بعد زوال بھی ثابت ہو تو بھی تجدید نیت
 کر سکتا ہے اور اول اشہر و احوط ہی اور اگر یوم الشک اور کوئی روزہ واجب کے مثل روزہ قضا یا نذر کے
 تو وہ روزہ صحیح ہو گا بلکہ بابر قول بعض علماء وہ روزہ ماہ صیام کے روزوں میں محسوب ہو گا التبتہ اور
 روزہ کی عوض ایک اور روزہ رکھنا بعد ماہ صیام لازم ہو گا بلکہ صاحب مدارک فی اس قول پر جماع
 فصل کیا ہے اور یہ طاقت نہیں ہر چند کہ اول احوط ہے اور حکم نیت کا آخر روز تک باقی رکھنا
 واجب یعنی کوئی نیت سنائیت اول مگر ہی باب چوتھا بیان احکام افطار و مفطرات میں ہی
 پوشیدہ ہے کہ اکثر علماء نے مفطرات کی دو قسمیں کی ہیں ایک وہ کہ موجب قضا و کفار ہوتی ہیں
 دوسرے وہ کہ جو موجب فقط قضا ہوتی ہیں اور لزوم قضا و کفارہ یا روزہ ماہ صیام میں ہوتا، یا نذر معین
 وغیرہ میں ایسوم اعتکاف میں جب وہ واجب ہو یا قضا یا ماہ رمضان میں اگر بعد زوال افطار کبریٰ

اور ظاہر اوس میں اختلاف نظر سے نہیں گذر اگر شوق اخیر میں ابن ابی عقیل نے اختلاف کیا ہی اور قبل
 اولکاشاذ ہے اور تفصیل مفطرات یہ ہی تسمیہ سہلی یعنی وہ چیزیں کہ موجب قضا و کفارہ ہوتی ہیں
 تزویج نفص علیہا اور وہ کہ ہیں اکمانا اور چیز کا کہ جو ماکولات عادیہ سے مثل روٹی وغیرہ کب پینا اور
 چیز کا کہ مشروبات معتادہ سی ہو مثل پانی وغیرہ کی اور مفطر ہونا ان دونوں قسموں کا قطع ہے جبکہ استعمال
 معتاد ہو اور اجماع محقق اور احادیث مستفیضہ بلکہ متواترہ سے ثابت ہے اور مدار معتاد و غیر معتاد
 عرف اور کثرت استعمال سے پس جس چیز کا شاذ و نادر استعمال ہو وہ معتاد نہیں ہو سکتے اور بعد
 کہ ایک شہر میں استعمال ہوئے داخل معتاد میں ہو جا گو بہ نسبت اوس شہر کی بھی کہ جس میں اوسکا
 نہ ہوتا ہو مثل پان اور تبا کو کے اور احتمال ہے کہ بہ نسبت ہر قوم کی حکم جدا ہو اور بعض خیرین نسبت
 بعض معتاد اور دین جائین اور بہ نسبت بعض معتاد ہون اور بنا برین پان یا تبا کو بہ نسبت
 اہل ہند کے معتاد ہو گا اور بہ نسبت عرب یا عجم کی معتاد نہ ہو گا اور اول احوط ہے پس اگر کوئی
 شخص و کسی چیز استعمال کرے کہ جو اوسکی شہر میں مشروبات یا ماکولات عادیہ میں داخل ہو لیکن یہ
 نہ کہ کسی شہر میں یہ ماکولات و مشروبات عادیہ میں معتاد ہوتے تو اوس سے اپنے نسبت ہی احتیاطاً
 معتاد قرار دی خلاصہ یہ کہ آم یا لیل یا اسطر حکم خیرین کہ اہل ہند میں یا کہ اوس شہر کی لوگوں میں
 خاص ماکول عادیہ ہو تو وہ بہ نسبت غیر اوس شہر کی بھی علی الاحوط بلکہ علی الاظہر مفطر ہوں اور قبل معتاد و غیر
 جائین اور شرط استعمال میں اوسکے تعدی پس اگر سہوا استعمال ہو تو مفطر صوم نہ ہو گا اور اس طرح اگر
 بجز استعمال کرے استعمال نہ غیر معتاد کا دین سے اس طرح پر کہ وہ حلق تک پہنچی موجب قضا
 و کفارہ علی الاظہر پس اگر کوئی شخص یا خاک یا راکہ یا پتے یا غبار یا دھان یا بنا خواہ غلیظ ہو یا لطیف

اور اختیار استعمال کرے تو قضا و کفارہ، اوسکی ذمہ پر عائد ہوگا بلکہ ظاہر یہی حکم ہے اوس چیز کا کہ
 اوسی علاج کے لئے جہت نم سے داخل جوف کرے جیسا کہ بعض لوگ اخراج منعم و رطوبت جوف کے لئے
 کپڑے لگاتے ہیں پس ہر چند کہ بعد گلجانی کی پیراوس کپڑے کا اخراج مجھے کہ لین اور جوف میں باقی رہے
 تو یہی قضا و کفارہ علی الاحوط بلکہ علی الاظہر عاید ہوگا و استعمال معتاد غیر نم سے مثل اسکی کہ پانی
 ناک یا کان سے جوف میں پہنچا ہی کہ اسکا ہی مفطر ہونا دور نہیں کہ علی الاحوط بلکہ علی الاظہر
 ثابت ہوہ غیر معتاد کا پہنچانا جوف میں غیر جہت نم سے مثل اوسکے کہ دہوان یا عیار یا کوئی
 اور چیز غیر معتاد کان سے یا ناک سے مثلاً علق میں پہنچائی تو قضا و کفارہ اوسکی ذمہ پر علی الاحوط
 لازم ہوگا اور ظاہر یہی حکم ہے اگر کوئی شخص اثنای میں شکم پر چاکو لگائی اور وہ داخل جوف
 یا یہ کہ قہل کہ جب کا خاصہ ہے کہ جب ایک طرف جسم کے لگایا جاتا ہے تو دوسری جانب از خود خارج
 ہوتا ہے شکم پر لگائیں اور تجربہ معلوم کریں کہ باطن شکم میں خارج ہوگا تو قضا و کفارہ علی الاحوط
 لازم ہوگا اور جو کہ بقیہ غذا کا دانہ نہیں رہی تھی مثل ریشیون وغیرہ کے اگر کوئی شخص روزہ میں اوسے
 لگانے کی تو ظاہر قضا و کفارہ اوسکی ذمہ پر عائد ہوگا اویسے شیخ علیہ الرحمہ اس صورت میں قائل نظر نہیں
 اور قول شیخ نہایت ضعیف ہی اور بنا بعض علما کے قضا فقط لازم ہوگے اور کفارہ دنیا ضرور نہیں
 اور یہی بیوہ ہے اور اگر کھانا کھانی کے اثنای میں معلوم ہو کہ صبح طالع ہوئی تو فوراً ترک غذا کرے
 اور اگر بعد اطلاع کو پہنچا کرے اور کھانا کھانے اور قضا و کفارہ ذمہ پر اوسکی عائد ہوگا اور
 اگر روزہ افطار کرے اور پہرہ گمان کرے کہ میں روزہ سے نہیں ہوں کہ کھانی یا کچھ پئے تو بنا بر
 بعض علما کے جے باز مفسر کو استعمال کیا اوسقدر کفارہ اوسکی ذمہ پر عائد ہوگا اور ظاہر یہ ہے

کہ مکہ استعمال کرنی سے منظر کے قضا و کفارہ مکر نہ ہوگا البتہ اگر وہ مکہ واقع ہو تو کفارہ کا بھی مکر کر دینا
 احوط ہی اور اگر کوئی چیز ناکہیں ڈالی اور مخلوق تک پہنچے تو بے قضا و کفارہ علی الاحوط لازم ہوگا
 اترا ل کرنا روزہ میں وطی فی القبل سے ہو یا وطی فی الدبر سے اور طے انسان ہو یا وطی حیوان ہو
 یا استمناء جماع قبل زہدین کو انزال نہو ح وسطے دبر زمین ہر چند انزال نہو طے دخول مرد سے ہر چند
 انزال نہوی وطی حیوانات علی الاحوط اور اس شق اخیر میں سقوط کفارہ ہے محتمل سے کہ تیسری سے
 کہ قضا و کفارہ دونو کرمی اور یہ جب ہے کہ جب انزال نہ ہو ورنہ در صورت انزال ظاہر قضا و کفارہ
 دونو لازم ہونگے کہ سابق میں گذرا اور پوشیدہ ہے کہ حکم فاعل اور مفعول متحد سے خواہ مفعول عین
 ہو اور یہ حکم ہے کہ اگر جماع کرمی باوجود یہ کہ استقدر شب نہیں ہے کہ قبل طلوع فجر غسل سے فارغ
 ہو جاوی گا اور اگر گمان ہو کہ شب باہمی اور یہ سیم کے مشغول جماع ہو اور بعد اوسکی ظاہر ہو کہ گمان
 اوسکا غلط ہے پس اگر تفحص کر چکا تھا اور آثار سے معلوم ہوا تھا کہ استقدر شب باہمی کہ جماع و غسل کے
 کنجائش قبل طلوع صبح کے ہو جائی تو روزہ اوسکا صحیح ہی اور قضا و کفارہ ذمہ پر اوسکے عائد نہوگا
 اور اگر ملاحظہ وقت میں تقصیر و کمی کے ہو تو قضا اوسپر عائد ہوگی بلکہ کفارہ بھی علی الاحوط اور اس طرح
 قضا و کفارہ لازم ہے اگر طلوع صبح ہو اور وہ جماع میں مشغول رہا اور ترک جماع نکر می باوجودیکہ
 گمان بقار شب اوسے حاصل ہو لیکن ملاحظہ وقت میں تفریط کے ہو پس قضا و کفارہ بھی علی الاحوط
 لازم ہوگا اور اگر لحاظ و مراعات وقت کر چکا ہو اور گمان بقار شب برکتا ہو تو قضا و کفارہ چاہے
 ذمہ پر عائد نہ ہوگا اور اگر عورت رضا و رغبت سے اطاعت مرد کرے اور ذکو یا جو کہ قائم ہفت نام
 اوسکی ہو مرد سے زیادہ کرمی اور عورت کا بھی وزہ باطل ہے اور ہر ایک پر قضا و کفارہ عائد ہوگا بلکہ ہر ایک

اور وطی حیوانات علی الاحوط
 اور استمناء جماع قبل زہدین
 اور غسل سے فارغ ہو جاوی
 اور گمان بقار شب
 اور تقصیر و کمی کے ہو تو قضا
 اور عورت رضا و رغبت سے اطاعت

انہیں کسی مستحق تعزیر ہو گا اور پچاس کو لگا جائیگا اور اگر مرد بچہ جماع کرے تو طہارہ روزہ زن صحیح ہے
 اور قضا ذمہ زن پر عائد نہ ہوگی البتہ مرد اپنی روزہ کی قضا کرے اور کفارہ بھی لگا کفارہ زن ہی
 اوسکے ذمہ پر عائد ہوگا اور تعزیر میں پچاس کوڑی نصف حدنا اوسپر لگائی جائیگی اور اگر زن اجنبیہ
 سے بچہ بزد کی کرے تو بھی نخل اوسکے کفارہ احوط ہے یا استمنایا بجماع سے اور پوشین سے کہ مفطر استمناع اللہنا
 اور فقط استمنایا دون امنار حرام ہی اور ایک روایت ثابت ہوتا ہے کہ اگر دست بازی اپنی عورت سے
 کرے اور انزال ہو تو کچھ اوسکے ذمہ پر عائد نہ ہوگا لیکن یہ سب اسناد سند روایت میں ضعیف ہے
 ہر چند کہ مؤید اوسکے اصل سبب ہی وکیفہا کان اگر عادت سے ما اور قرآن سے ^{انزال} کہ استمناس سے
 ہو جائیگا اور پیرا و حوا کے استمناس کرے اور انزال ^{صحیح} کفارہ علی الاظہر عائد ہوگا اگر نہ روزہ صحیح سے
 ہر چند کہ قضا و کفارہ مطلقا مستحب بلکہ احوط ہے ^{۱۲} عبا کا ہونچا ناطق میں خواہ عباد ماکول ہو
 مثل آئی کے یا غیر ماکول مثل خاک اور غلیظ ہو یا غیر غلیظ اور یہی حکم ہی دکان و بنجار کا علی الاظہر تفصیل
 اس سند کے بہتے متن متین میں لکھی ہے اور اگر بدون اختیار اور بے اگاہی سے بلیع کرے تو کچھ اوسکے ذمہ
 پیر عائد ہوگا ^{۱۳} جب رنہا طلوع صبح صادق تک ^{۱۴} عدا پید سورنا جنب کا بدون نیت غسل صبح تک یہ
 دوسری بار سونا جنب کا طلوع صبح تک نیت غسل ہے کہ نیت غسل کرے سورہی پیر پیر
 اور پیر سورہ اور دو بار بیدار ہو اور پیر سورہ تیسری دفعہ تا ایک صبح طلوع کرے اور یہ خیر کے مسئلے سابق میں
 مع فتویٰ مذکور ہوئی ^{۱۵} دو سو مرتبہ یا نہیں اور خیر و کی کہ بنا بر بعض علماء وہ فقط موجب قضا ہے
 اور سو مرتبہ سونا جنب کا نیت غسل طلوع صبح تک باہن طور کہ پہلی سوئی بعد اوسکے بیدار ہو پیر نیت غسل کرے
 اور بار سورہ تا ایک صبح طلوع ہو اگر پہلی سے مرتبہ سورہی تو کچھ اوسپر عائد نہ ہو اور تفصیل مسئلہ سابق میں گذرے

دوسری تہی کرنا اگر عمدہ ہو بلکہ دور رسین کہ عمدائی کرنا موجب کفارہ ہی ہو اور بھی مقتضاً احتیاطاً ہے
 اور تحریم قیامی ہے اور اگر بی اختیار تہی آجاتی تو روزہ باطل ہو گا تیسری کا اتزال ہونا سبب نہیں ہے
 نا محرم اور پھر یہ کہ اگر عادت وغیرہ سے معلوم ہو کہ عورت کے دیکھنے سے اتزال ہو جائیگا اور پھر باوجود اسکے عورت
 دیکھی اور اتزال ہو تو قضا و کفارہ دونوں اسکے ذمہ پر عائد ہونگی مگر نہ روزہ اور کفارہ صحیح ہے اور حاجت قضا سے
 نہیں چوتھی احتقان اور دوادان کے مانع اور روان ہونے بلکہ کفارہ ہی احوط ہے پانچویں پانچواں
 حلق میں ہو جائیگا یا بیطوریہ کہ کئی کئی یا ناکہین یا دالی اور وہ حلق تک پہنچی اور وضو نماز نہویا دوایا ازالہ
 بخار سے مقصد ہے کہ کفارہ ہی احوط ہے ہر چند کہ اگر تقصیر صائم کے جانب ہو اور تحفظ بخوبی حلق میں
 پانی پونچھے سے کیا ہو تو مستوط قضا ہے ہر چند کہ قضا کا مطلقاً ترک کرنا احوط ہے اور روزہ اگر کو
 مبالغہ مضمرہ و مشتاق میں کر دہے چہ عداً شکر ترک نیت کرنا اور ظاہر اگر کفارہ ہی نہیں لازم ہو
 تو بعد نہیں اس آئین ارتعاس ہے اور مرد و ارتعاس گہری کہ تمام سے پاک میں داخل کر ہی ہر چند
 اور بدن خارج چاہے ہی ہو اور ارتعاس میں بڑا اختلاف ہے بعض مکروہ جاہلین اور بعض حرام اور بعض
 قضا جانتی ہیں اور بعض موجب کفارہ اور دور رسین کہ قول اخیر احوط بلکہ اطہر ہو واللہ اعلم
 اٹھویں اتہام کرنا اور کسے اٹھویں کا نسبت کرنا ازراہ دروغ جناب باری یا جناب ساتھی علیہ
 یا ائمہ علیہم السلام کی حاجت اور اس سنگہ میں اختلاف ہے لیکن لزوم قضا بلکہ کفارہ احوط بلکہ اتہام
 توین کہانا یا پنا اور کے منظر کا استعمالین لانا بعد طلوع صبح گمان تقاضا سے بدون ملاحظہ وقت
 باوجود اختیار کے خواہ سنی اوسمی خردی ہو تقاضا سے کیا یہ کہ مطلع کیا ہو عدم تقاضا سے اور باوجود
 اوسنے خیر کو کاذب جانکی اعتمادا اوسکے خیر نہ کیا ہو ہر طور قضا بلکہ کفارہ ہی علی الاحوط اوسکی ذمہ

عائد ہو گا خصوصاً جب کہ دو عادل اور سے خبر دین کہ صبح طالع ہوئے اور شب بائین رہی اور وہ

اوکی کلام پر اعتماد نہ کری اور مگر استعمال مفطر خیال بقا شب ہو سوین استعمال کرنا مفطر کا

غروب بسبب تاریکی کے یا تقلید غیر کے بلکہ اس صورت میں مسئلہ اولی سے زیادہ وغذہ سے پس نماز ممکن

تصا و کفارہ کو ترک نہ کریں البتہ اکثر احادیث معتبرہ سے یہ ثابت ہوتا کہ اگر ظن متاخر للیقین غروب کا

حاصل ہو اور اوپر اعتماد کر کے افطار کرے اور پھر خلاف اوسکے ظاہر ہو تو روزہ اوسکا صحیح ہے

اور یہ خالی قوت سے نہیں مگر مہا ممکن تحصیل علم و یقین کری اور اگر تعویل ظن برکے اور فساد کے

ظاہر ہو تو تصامی صوم بجالی بلکہ کفارہ بے احوط ہے **وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ** چوتھیں ہے

کہ بعض عمومات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تصا و لازم ہیں فساد صوم کو پس جب کہ کے

چیز سے افطار صوم ثابت ہو تو لازم کرنا فقط تصا کا بدون کفارہ کے مشکل ہے اس لئے کہ بسطح

مناط لزوم تصا فساد صوم پر ہے اوسبسطح مدار لزوم کفارہ ہی فساد صوم پر ہے پس بعد ثبوت

افطار فساد صوم لازم ہونا ایک کا او نہیں سے بدون دوسرے کی محل کلام ہے بالجملہ جب روزہ باطل ہوگا

تو تصا و کفارہ دونوں علی الاحوط بلکہ علی الالہر عائد ہونگے اور بس مقام میں حکم تصا کا احتیاط ہوگا

اوس مقام پر حکم کفارہ سے احتیاط کیا جائے گا البتہ اگر کسی مقام پر عدم فساد صوم صحیح ہو

اور فی الجملہ وغذہ بطلان بھی پایا جائی تو ایسے مقام پر اگر فقط تصا عائد کریں اور خیال نفی

عس و حرج کفارہ ساقط کریں تو کچھ مضائقہ نہیں اور تفصیل اسکے شرح زندہ میں مذکور ہے

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اور کفارہ مکرر ہوتا ہے تکرار افساد سے دونوں میں یعنی اگر دو روزوں میں

افساد کرے تو پھر روزہ کی عوض میں کفارہ عائد ہوگا بدون اشکال قائل کے اور اگر ایک دن

روزہ رکھنا یا ساتھ مسکینوں کو کھانا کھلانا اور علما میں اختلاف ہے کہ تیسرے دن یا ان تینوں مہینوں
 تاکہ جسے چاہے عمل میں لگا کر چند کہ دو صنف پر قادر ہو یا ترتیب ہے یا اس طور کہ مقدم بندہ آزاد
 کرنا ہے اور اگر اوپر قادر نہ ہو تو پھر روزہ رکھے اور اگر اوپر قادر نہ ہو تو ساتھ مسکینوں کو کھانا کھلا
 اور اگر بالفرض باوجود قادر ہو بھی صنف اول پر صنف ثانی یا ثالث پر عمل کرے اور علیٰ ذلک القیاس
 تو برائت ذمہ کفارہ سے حاصل نہ ہو قول اول اشہر والظہر ہے اور قول ثانی ابن ابی عمیر کا ہے
 اور ضعیف ہے پھر چند کہ مزید احتیاط اس سے میں ہے اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ آیا پی در پی دو مہینے
 روزہ رکھنے میں شرط یہی ہے کہ سب روزہ پی در پی واقع ہوں یا نہ اور اگر نہ ہو تو دوسرے
 مہینے سے ہے اگر متصل واقع کرے تو تابع متحقق اور باقی روزوں کا تفریق ادا کرنا
 صحیح ہو گا ظاہر قول ثانی خالی رجحان سے نہیں ہے پس بناءً علیہ اگر ایک دن اور ایک مہینہ روزہ
 رکھے تو جائز ہے کہ باقی روزہ متفرق بجا لائی اور اگر بعد اس مقدار مذکور کے روزہ نہ رکھے تو فقط
 باقی روزہ رکھنا لازم ہونگے اور از سر نو سب روزہ رکھنا ضروری نہیں البتہ اگر اس مقدار مذکور
 میں ہے تفریق کرے مثلاً فقط پندرہ یا بیس دن روزہ رکھے یا مہینہ بھر اور بعد اس کے روزہ نہ رکھے
 تو پھر باقی روزوں کا رکھنا کافی ہو گا بلکہ از سر نو سب روزوں کا بجا لانا واجب و لازم ہو گا
 وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اور اگر روزہ میں کسی حرام چیز کا استعمال کرے مثلاً شراب پی یا زنا کرے
 یا مال حرام کھائے تو ظاہر اتینوں صنفین کفارہ کے ذمہ پر اس کے عائد ہونگے اور کفارہ روزہ
 عمد مثل کفارہ ماہ مبارک رمضان ہے اور کفارہ عمد مطلقاً دو نہیں کہ مثل کفارہ مہینہ
 لیکن احوط یہ ہے کہ کفارہ نذر یہ مثل کفارہ روزہ ماہ رمضان کے بجا لائی اور کفارہ روزہ تضا

ماہ رمضان کا الحام دس مسکنین کا ہے یا تین روز رکھنا اور اگر کوئی شخص حلال جانے روزہ ماہ
 رمضان کا عمدہ اور اختیار ترک کمری تو وہ مرتد ہے اور قطعاً حکم اوسکے نجاست اور قتل کا
 کیا جائی گا اگر مسلمان زاد ہو ورنہ احکام مرتد ملی اوس پر جاری کئے جائینگے اور اگر ترک صوم
 حلال نہ جانتا ہو اور پھر باوجود اسکے روزہ ترکے تو دو بار اوسے تعزیر دین اور اگر باوصف اسکے
 پھر باوصف اسکے سے قتل کرے اور اس قول بعض علماء تین بار تعزیر دین چوتھے مرتبہ

قطع حصول برائت ذمہ میں
 بیان مکروہات میں ہے اور وہ کھانا
 ن ڈالنا کہ جو حلق تک نہ پہنچے
 و سین و غدہ افطار ہو گاج



MAAAB 143

بوسہ لگنا اور دست بازی کرنا عورت سے اوس شخص یعنی کہ اسکے منہ بوقت میل و ملا عیہ حرمت میں
 و سرمہ لگانا انگلیہ میں خصوصاً جبکہ اوس میں مشک یا صبر یعنی ایلاوا ہو ہر ہر لگنا اور حجامت کرنا
 یعنی پھینے لگانا جبکہ باعث ضعف ہو و استنمام ریاحین کرنا یا بخصوص نرس کا سونگھنا و انت
 زوایت عمار بن موسے کے ح حقہ باجیاد یعنی شیان کرنا اور سرخند کہ اشہر بلکہ اظہر کہ است
 لیکن چونکہ عموم صحیح بزنطی سے عدم جواز مطلق احتقان مستفاد ہوتا ہے پس ہما المکن احتیاب کرنا
 استعمال شیان سے بہتر و احوط ہے ترکہ ریکاروزہ میں پیننا ہی سفر نامہ صیام میں
 قبل بیس کن کدرنے کے اگر کسی ضرورت شرعی کے لئے مثل حج وغیرہ کے یا عورت کا
 پانی میں پیننا علی الاظہر لیس بشعر پیننا چند مشتمل مضمون حق پیننا مشتمل مضمون و سایر علیہ السلام

یامرتہ خاس ال عبا علیہ آلاف التحیہ والتشاکل اور کرامت خاص روزہ سی نہیں بلکہ اگر شکوہ سے
 پڑی ماہ صیام میں تو ظاہر اگر وہ ہوگا بہر کیف بعض روایات معتبرہ ثابت ہوتا ہے کہ مطلق شعر پڑھنا
 ماہ مبارک رمضان میں خواہ ذکر ہو یا شب کو مکروہ ہے اور مقتضا اس حدیث کا یہ ہے کہ اگر کسی عذر
 شرعی کی کوئی شخص ماہ صیام میں روزہ بھی رکھی تو وہی اسی شعر کا پڑھنا مکروہ ہوگا اور نشاط
 شعر تحویل پر نہیں جیسا کہ محدث کاشانی نے تخیل کیا ہے بلکہ مدار اوسکا وزن پر ہی شعر کا کلام موزون
 اور عرف میں اسی شعر کہیں وہ مکروہ ہی نہ کلام محفل غیر موزون کہ بحسب عرف عرب اور جمہور
 شعرا می عرف و عجم کے اور کلام شعریہ کلام اللہ
 پر ہی ہوتا ہے لیکن نشاط احکام عرف عام ہے نہ عرف
 اور تحفہ الواعظین میں ذکر ہے **وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا** چنانچہ بیان بعض مستجاب میں ہے
 پہلی کثرت تلاوت قرآن مجید چنانچہ خطبہ نبویہ میں ہے کہ جس شخص نے ایک آیت تلاوت کی ماہ صیام
 پس گویا کہ اوستی ختم قرآن کیا غیر ماہ صیام میں دوسری کثرت دعا و تسبیح و استغفار تیسرے
 صلہ رحم بجالانا چوتھی صدقہ دینا پانچویں روزہ دار و کار روزہ کھلوانا ہر چند کہ ایک ٹکری سے
 خرما کے بے ممکن ہو اور بعض روایات معتبرہ سی مستفاد ہوتا ہے کہ تو اب روزہ کھلوانیگا ایک راؤ
 مؤمن کے مثل تو اب ایک بندہ آزاد کر نیکی ہے اولاد حضرت اسمعیل ذبح اللہ سی چھٹے سحر کو
 کچھ سائل کرنا ہر چند کہ ایک جرعہ آب ہے یا مخصوص روزہ واجب میں ساتویں قریب طلوع
 صبح کے واقع کرنا ماہ صیام میں نیا بروایت زبدین کی لیکن کسے حدیث میں احادیث معتبرہ امامیہ
 یہ مضمون نظر میں نہیں آیا لیکن بعض روایات سی استنباط اسکا ممکن علاوہ یہ کہ معمول تمام اولاد

واداب بین انہوں میں خرمایا مینویر یا رطب یا حلوا یا دو دیا اور کسی شے سے یا اب فالص سے
 افطار کرنا لوہیں افطار کا نماز مغرب سے ہو اور واقع کرنا مکہ کہ کوئی شخص منظر اس کے افطار کا ہو یا حضور
 افطابہ منحل واقع ہو اور بخوبی تمام اداب و ارکان نماز کو ادا کر کے دسویں نزدیک زین کرنا اول
 شب ماہ مبارک رمضان میں کیا انہوں میں ایسا شب قدر کرنا اور تعیین شب قدر میں اختلاف ہے
 لیکن اجماعاً تین شبوں کے خارج نہیں یعنی شب نودہم و شب بیست و یکم و شب سوم سے اور دوسریں کو بیست و
 ہو لیکن اجماعاً یہ ہے کہ کسی شب میں ان تینوں شبوں سے ترک ایسا عبادت نہ کری بارہویں سورہ عنکبت
 کہ باوجود حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی
 کہ اس پس بخدا وہ اہل حجت ہے اور اس
 حکم سے کہ شخص کو میں اتنا نہیں
 کہ ان دونوں سورتوں کا بڑا رتبہ ہے جناب اقدس اللہ کے نزدیک تیسریں اعتکاف کرنا خصوصاً ذمہ
 میام میں چودہویں التزام کرنا نوافل کے بجالاتی کا پندرہویں بوقت افطار دعا پڑھنا
 اور دعائیں وقت افطار کے بہت ہیں ابوبصیر سے ماثور ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
 ہر شب کو ماہ میام وقت افطار کے یہ دعا پڑھتے تھے **اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اٰلِ اَبِي اَسْحٰبٍ وَ عَلٰى اٰلِ اَبِي اَسْحٰبٍ وَ عَلٰى اٰلِ اَبِي اَسْحٰبٍ**
اللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنَّا وَ عَلَيْنَا وَ تَقَبَّلْ مِنَّا وَ عَلَيْنَا وَ تَقَبَّلْ مِنَّا وَ عَلَيْنَا وَ تَقَبَّلْ مِنَّا وَ عَلَيْنَا وَ تَقَبَّلْ مِنَّا وَ عَلَيْنَا
 اور روایت سکونی سنی تا ہوا ہے کہ جناب سائب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب افطار کرتے
 تو یہ دعا پڑھتے تھے **اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اٰلِ اَبِي اَسْحٰبٍ وَ عَلٰى اٰلِ اَبِي اَسْحٰبٍ وَ عَلٰى اٰلِ اَبِي اَسْحٰبٍ**
وَتَقَبَّلْ مِنَّا وَ عَلَيْنَا وَ تَقَبَّلْ مِنَّا وَ عَلَيْنَا وَ تَقَبَّلْ مِنَّا وَ عَلَيْنَا وَ تَقَبَّلْ مِنَّا وَ عَلَيْنَا
 اور روایت سیون قلم میں ہے کہ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام

وقت افطار یہ پڑھتے تھے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِٖ وَآلِهِٖ وَسَلَّمَ وَافْطِرِنَا فَتَقْبَلْ مِنَّا لَكَ الشُّكْرُ

العظیم اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ماثور ہے کہ کوئی شخص ایسا نہیں کہ روزہ رکے

اور بوقت افطار کہے یا عظیم یا عظیم اوت لہی لا الہ غیرہ اعف عیب الذنب العظیم

لانہ لا یغفر الذنب العظیم الا العظیم گریہ کہ وہ شخص گناہ سے اس طرح پاک و پاکیزہ ہوگا

کہ جیسا روز ولادت پاک و پاکیزہ تھا اور سجدات بہت ہیں کہ احصا اور نکاح اس سزا نہ مختصر ہیں تینا

اسے اور روز شنبہ کے روزہ کو گناہوں سے پاک کرے اور اگر کسی کو گناہوں سے پاک کرنا چاہے تو اسے

لیکن

باب ساتواں بیان

بقیہ احکام ماہ صیام میں ہے پوشیدہ ہے میں عمدا اور اختیاراً تاخیر کرنا اور

جائز نہیں کہ جسمیں وہ روزہ فوت ہو اور روایت سعد بن سعد شاذ ہے اور جب سے تعجیل کرنا

قضای صوم میں پر چند کہ اگر ذمہ کی چیز میں ہو اور وہ روایت کہ جو ماثور ہے حضرت امیر علیہ السلام

خلاف اجماع ہے اور معارض ہے صحیحہ حلبی اور روایت عبدالرحمان بن ابی عبدالقادر سے اور اگر

تاخیر کیے قضایں تا انیکہ ماہ مبارک رمضان آئندہ داخل ہو اور کوئی عذر شرعی باعث ترک

نہ ہو تو باوجود قضا فدیہ بھی واجب ہوگا اور مقدار فدیہ میں اختلاف ہے بعض آیات

ثابت ہوتا ہے کہ مقدار فدیہ ایک مد ہے اور بعض آیات کے دو ثنات ہوتے ہیں اور اول

اشترے اور ثانی مختلف علیہ الرحمہ ہے اور دور نہیں کہ دو مجموعی استجاب پر ہوں کیفہما

اولے اور عوطیہ ہے کہ فدیہ میں دو مد سے اور اگر عزم قضا کرنا ہو لیکن مریض ہو جائے

پس اگر اس قدر ماہ صیام میں قبل ماہ صیام آئندہ کی صحت پائی کہ او میں گنجائش اور روزوں کی کفایت ہو کہ جو
 ماہ سابق میں فوت ہوئی ہیں اور باوجود اسکی قضا کر لی تو بھی قضا کرنا اور فدیہ دینا احوط بلکہ لازم
 ہے اگر مرض ایک ماہ رمضان کے دوسرے ماہ رمضان تک ستمری تو بنا بعض علماء فقط فدیہ دینا کافی ہے
 اور بعض قائل اسکے ہیں کہ فقط قضا کر لی حاجت فدیہ نہیں اور قول بعض جمع قضا و فدیہ مستفاد
 ہوتی ہے اور وہ نہیں کہ قول اول اظہر ہو لیکن قول ثانی احوط ہے اور قول ثالث میں یہ احتیاط ہے اور اگر
 مرض سے بچا نہ جائے اور اپنی انتقال کر لی ظاہر قضا وغیرہ کی اسکی جانب سے احتیاج نہیں اور یہی حکم
 حاکم کا ہے۔

مرض جمع سے بجات حاصل ہے
 کے تقصیر و لغو یا کفری تو البتہ قضا اسکی جانب لازم ہے
 اور صحیح ابو یوسف کی تفصیل ثابت ہوتی ہے۔ مردہ صاحب مال ہو تو مال اسکی عوض میں ہر روزہ کے جو اسے فوت
 ہو ہی ایک فدیہ دین اور اگر مالدار نہ تو ولی اسکا اور جانب قضا کر لی اور اگر صورت متول سے قضا
 جمع کیجا تو اولی اور احوط ہے اور اگر کوئی شخص قادر قضا پر ہو اور باوجود اسکے تقریر کر لی سمین انتقال کر
 قبل قضا کر لی تو البتہ قضا واجب ہو اور میت کے واپتی خواہ وہ میت ہو یا عورت علی الاحوط اور بنا پر مشور
 بڑا بیٹا ہی اور اگر بڑا بیٹا نہ تو دور نہیں کہ بیٹوں سے جسکا زیادہ ہو وہ تکفل قضا ہو کہ وہ لایب کے محل تا مال اسکا ہے
 اور اگر وہ ہی نہ تو اور عمر زبرد میں جو بزرگ ہو ازراہ سن کے اور اگر وہ ہی نہ تو جو سنی عورت ہو تو سن کے جو بڑا
 میت رکھتی ہیں پس وہ تکفل قضا صوم ہوں بنا بعض علماء کی اور یہ احوط، اور اگر ولی متعدد ہوں کی اولی
 اولی بالمیراث نہ تو باہم بنا مصالح پر کرین روز ایک لی رکھی اور باقی دوسرے اور ایک روزہ ہو اور مستفاد
 تو دور نہیں کہ بطور واجب کفائی وہ روزہ اوپر واجب ہو اور ایک کی بجائے دو یا تیس روزہ بھی الزم ہے

اور اگر شب بیلقت قریب و روزہ بعد ابد کہیں تو بہتر احوط ہے اور فقہ نے پر قضا واجب ہوا روزہ خود روزہ فرمایا
 بلکہ اگر کوئی بطور اجازت روزہ کھنی کی لئے تیار ہو تو کچھ مضایقہ نہیں بنا قبول اخص علی کی اور چونکہ کفین صوم صلوٰۃ میت کے لئے
 ترجیح موجب است فرمیت اور سقوط وجوب کے ولی سے ہی تاہم اس روزہ کہنا اور غیر لوگوں کا تعلق وجوب نیست
 دو ہو جائیگا اور اجرت سے اوپر دنیا جائزی اس لئے کہ منع اجرت سے ہی اعمال عمدہ پر ثابت نہیں بلکہ چند مقامات
 تصور میں اور اصل میں موید مطہر ہے **وَاللّٰهُ اَعْلَمُ** اور ظاہر ترتیب سے قضا صوم میں جب نہیں التبتہ پی
 روزہ قضا بجا لانا مستحب و بھتری اور جس شخص کے ذمہ پر ہی قضا عاید ہو پس وہ روزہ سنتی کہنا اسی مختلف فیہ ہے
 اہل گنتی روزہ کتنا

شعبہ احوط بلکہ الظہ عدم

جو از ہی قالہ اعلم اور اگر روزہ سنتی سے تو اس کی شکر
 اظہار کرنا اور سکا جائزہ لیکن عدم ترک مستحب خصوصاً اس اور اگر نذر کری روزہ کہنا کسی خاص
 یا یا یحین اور ہ اتفاقاً اس ضمن واقع ہو گئے ہیں اور واجب تا یا مضمین تو افطار کرے اور پھر بعد ازاں
 قضا کری اور اس طرح اگر عید ماہ رمضان یا عید ضحی یا ایام تشریق میں واقع ہو اور جس شخص کے صوم دہن
 نذر کی واجب ن اور ماہ رمضان کی ذمہ پر عاید ہوں تو قضا ماہ صیام کو مقدم کمی اور تاہم قضا جو
 صیام مندورہ سی ترک ہونگی عموماً اور انکی قضا و کفارہ عاید ہوگا اور جو روزہ کہ او نہیں پڑے بجا لانا
 شرط ہے اگر ایسے عذر شرعی کے منقطع ہو جائیں تو کچھ مضایقہ نہیں بعد ارتقاء مانع کو بجا لای
 اور اگر بدون عذر ترک کری تو التبتہ از سر نو بجا لانا چاہئے جس شخص پر کہ دوسری روزہ پی پڑے واجب ہوں
 کہ وہ التبتہ اگر ایک مینا کامل اور ایک دن بھی سر کی معنی سے روزہ کہے گا تو ظاہر کا ہی گویا بقی میں تفریق ہے
 واقع کری جب کہ سابق میں گذرا اور جس شخص پر روزہ دو کے واجب اور اسی جائز نہیں کہ ایسے عذر سے

تشریح کری کہ ایک مینا اور ایک دن نہ کہ سبکی مثل ماہ شعبان کی اور اگر دو مینے کے درپے روزہ نہ کہہ سکے
 تو اٹھارہ روزہ رکھی یا تیس دن بھونپی اور صدقہ دے اور اگر روزہ پر قادر نہ ہو تو استغفار کری اور
 مرد پیر یازن پیر سید بیدادہ پرانہ سا اچھے روزہ رکھی یا جزیوں اور اس طرح کوئی شخص تیسے ہوا اور
 آشتی اور پیر غالب ہو کہ امید صحت بہبود کی مفقود ہو تو وہ افطار کریں اور صدقہ دین عوض میں ہر روزہ
 ایک ماہ اور بعض آیات و روایات ہوتی ہیں اور ظاہر الکی کافی ہی اور روایت محمد بن مسلم دورین کہ جو
 استحقاق ہو اور اگر تیس دن بھر قیام نہ کرے تو اس کا عاقبہ ہو گا یا نہیں نہیں دور نہ کہ عدم
 صحت ہو

تص
 تو قطع

افطار کری اور فدیہ چم حاجت
 ساری مثل مریض کے اور بعض ہیں کہ فدیہ دے اور
 مانع حاجت قضا نہیں بل ایک اور ظاہر قول خیر خاں حجازی نہیں ہر ماہ اس میں کہ اگر روزہ افطار
 اور قادر قضا پر ہو تو قضا کرنا اور پیر حاجت یا نہیں ظاہر وجوب قضا ثابت نہیں لیکن احوط خصوصاً جب تک
 مرجو الزوال ہو اور اگر عورت حامل ہو اور زمانہ وضع حمل قریب ہو یا اگر کیلکود وہ پاپا ہو اور وہ کم ہو اور وہ
 مضر ہو اسکی حقین تو افطار کری اور عوض ہر روزہ کہ ایک فدیہ دے اور بعد ارتعاع مانع قضا کری اور جو شخص کہ
 بسبب شرعی کی ماہ رمضان قضا کرنا تواری ہی کہالی اور سب سے سیرت اور جماع کرنا دنگو بارہ
 اور اگر مسافر زوجہ حاضر ہی اپنے جماع کری دنگو سبب و اگر وہ تو اوپر کفارہ و زہ زوجہ کا عاید ہو گا اور چونکہ وہ
 مسافر تو اسے خود اوپر کفارہ عاید نہیں اور حاجت قضا کے ہی اور اگر بعد افطار سفر کری قبل زوال
 اتو کفارہ اس کے ذمہ سا قطنو کا اور اس طرح اگر باضطر سفر کری تو بنا بر بعض کفارہ سا قطنو کا

اور یہ جو طہی اور اس طرح فرض صوم کسی اور وجہ شرعی سے ساقط ہو مثل حیض و نفاس و خون و غیرہ کے
 اس لئے کہ قبل فرض یا تم شروع نہ کلف بصوم تھا اور اس کے بعد اگر کسی نے چاہا کہ تفسا و کفارہ ذمہ پر
 عائد ہو اور یہ واضح ہی واللہ اعلم باب آٹھواں بیاتوں ماہ رمضان میں پوسیدہ نماہ مبارک ثابت ہوتے
 شاید بلال یا صیام کے جو شخص کہ شاید بلال کر تھی اور پورے اور جو کجاہ چند نماہ شاید کری اور غیر شخص کو بھی
 قول پر اعتماد واجب اگر قول اس کا مفیدین اور و یقین کہ اس پر دعویٰ محقق کا صحیح ہو اور گو اس سے
 دو عادل گواہ کے ساتھ سے

قول از حکام

بین ہو اور

بیت مطابق ثبات

ثبت بلال میں سے طرح کا شک نہ میں

اور اس طرح اور ایسا ثابت نہیں اور نہ اس کا جواز از کا نص ہوگی یا نہیں غرض
 نہ چاہا پس میں اگر تو احد جو یہ غیر سے یہ بلال ثابت ہو تو اوپر اعتماد جائز نہ ہوگا اور اس طرح شرعاً اعتماد
 جائز نہیں اور سگری پر کہ جسے بعض حکما و زک نے ایجا کیا اور بعض بلاد ہند میں اسے شیوع پایا اور
 لوگ گمان کرتے ہیں کہ اس میں بلال کا غدہ صنوع مطابق بلال حقیقی کے طلوع و افول ہے اگر متعدد گھریاں ہوں
 اور بیت بلال ہو اور اس میں ثابت جائے کہ رویت بلال میں مطابق واقع ہوئے تو دورین میں شرعاً
 بھی جائز با حوالہ یقین ہے واللہ اعلم اور میں ماہ شعبان گذرنی کی بعد بلال ماہ رمضان میں
 چند مشاہدہ میں آئی اور کسی حال طلوع نہی سننے اور جو شہر کہ باہم قریب ہیں مثل لکنو اور کانپور یا فیض آباد اگر
 ایک شہر میں بلال واقع ہو تو وہ نسبت دوسرے شہر کے ہے مثبت بلال ہے بخلاف بلاد قباعدہ کہ وہیں یہ حکم جاری
 مثل اور عرش خم کے اور یقین کہ درخت الطالع اور الطالع پر ہو اور یقین باہم تفصیل محمد سید سریر کے

اور اگر اول شعبان معلوم نہ ہو تو ماہِ ربیعِ ثانی میں دن قرار دین اور ماہ شعبان کی سب سے اوّل اور پہلی رات یا ماہ رمضان مبارک ہو جس میں
 اور ابن عقیل کا قول ہے جو ہے میں اپنی ماں کو تک نہ لانا چاہوں اور کا پڑنا بوقتِ بیتِ بلال ہر ماہ رمضان مبارک ہے
 اور قولِ نبویؐ ہے اور وہ دعا یہ کہ **اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ وَجْعَلْهُمُ الْبَرِّ الْبَرِّ وَالْبَرِّ الْبَرِّ**
أَهْلَهُ عَلَيْهَا أَهْلًا مَبَارَكًا اللَّهُمَّ ادْخُلْهُ عَلَيْنَا بِالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ وَالْبِقَاعِ بِمَا نَبِيَّ الدُّرِّ
 التَّقْوَىٰ وَالتَّوْفِيقِ لِمَا أَحَبَّ وَتَرْضَىٰ اور جس شخص نے شاید بلال کیسا ہو اور سپر فرہ کہنا واجب گوئیں کہ یہاں ہو
 اور شہادت اور کے حاکم تیرے کہ نزدیک رہو اور اگر وہ شخص گمان کی کہ شہادت میرے حاکم شرع کی نزدیک
 رہو ہوں تو بلا تیرے

پنجم ماہِ صیام گذشتہ کو اول ماہِ صیام حال قرار دے
 چھ روز کو سال بوقت قرار دین اور قولِ ابنِ ماجہ کہ **صِيَامُ رَجُلٍ يَوْمٍ مِنْ يَوْمِيْنَ جَاءَتْهُ**
نُورٌ يَوْمَ يَوْمٍ حَكَوْهُ وَغَرَمَهُ اور پھر عمل اور اعتقاد کرے میں نہیں وگرنہ بدون اسکے محمل ہے کہ اشکالیتِ صیام محمول استحباً
 یا تقيہ پر ہوں **وَاللّٰهُ سُبْحٰنَهُ اَعْلَمُ بِحَقَائِقِ الْاَحْكَامِ وَكُلُّهُ فِي الْبَيْتِ وَالْحِجَامِ رَبَّنَا**
اَعْلَمْنَا الْاِمَامَ عَلِمْنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَتَجَاوَزْ عَنَّا يَا اَرْسَلْنَا اِلَيْنَا رَسُوْلًا
اَوْ اَحْطَا نَا اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰٓ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَسَلَّمَ
اَلْحَقَّابِ وَفَرِحْنَا بِمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَبِوَالِدِ بْنِ مَرْثَدٍ وَبِوَالِدِ بْنِ مَرْثَدٍ وَبِوَالِدِ بْنِ مَرْثَدٍ

سومین موقتین پر واضح ہو کہ تفصیل فرمایا ہے کہ یہاں چھ روز تیار ہوتی ہیں اگر مطلقاً ہوں میں عابد علیٰ کتب و روایات
 مرشد المؤمنین الی احکام الدین ہرگز نہیں سوائے ہر مشائخ و غیرہم در تالیفات) عنوان است و بیان است
 مولف جہاں سید علی ہر صاحب را ہوں
 لقبہ السيدنا طم حسیں حسہ اللہ
 عنک لشیئین
 نقطہ

مستاز الامام علیہ السلام

شهادة از امیرالمؤمنین و ائمه المتقین علینا و آلنا و

لقد الحمد لله رب العالمین سالیة شریفه و بحاله منیفه و افاده و فیه و افا
رشیقه عالیة من سالیة لقا ب سید العصر فرید الدین عالم موتمن حاج
سولی سید حسن و حضرت امام افاد و شاگرد رشید جناب

و ما برحت انما ضامة لامعة من باب بین کما
میر و اوزان و افاضات و یسین و جزایین سوال مرآة حسن بیعنا اخبار

مؤلف تحفة العوام کے
تقریب جناب علاء و بان فہامہ زمان مجتہد العصر مولانا سید محمد رضا مدظلہ

فرید پندیر و تحریر و نظیر فضائل اس سال پر
مصل موتمن حاج مولانا سید ابو الحسن حسن اللہ الیہ و حصہ بالقرنی لیدیہ ہمار ملا خط من فقط قرء بیعنا

علی مع الحق و
الحق مع علی

سید محمد

بازرہ خادم الشریعة الطیبة الطاہرہ علی بن محمد
و فی کتابہ بیانی الآخر و علی کتبہ

در طبع حسینی اثنا عشری باہتمام میر عابد علی مدرسہ اشخانہ طبع شد

شمالہ عقوبت کتاب بحر المصابی جلد دوم طبع میشود